واقعہ کربلا کی تاریخ نگاری: ایک مطالعہ

تالیف: سینا میر شاہی
ترجمہ: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

صدر اسلام میں اہلبیت پیغمبر اسلامؐ کو بہت ہی ناگوار واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔ سنہ ۶۱ ہجری میں میدان کربلا میں امام حسینؑ اور آپ کے بہتر ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا جو اپنے آپ میں تاریخ بشریت کا سب سے دردناک واقعہ ہے۔ اس واقعہ کو زندہ رکھنے اور آنے والی نسلوں تک اس کے پیغام کو پہچانے اور اس تحریک کے اقدار کی حفاظت کے لئے مورخوں نے الگ الگ انداز میں اس کی تاریخ کو اپنی کتابوں میں محفوظ کیا جسے مقتل کے نام سے جانا جاتا ہے اور مقتل لکھنے والے کو مقتل نگار کہا جاتا ہے۔ تاریخ نویسی کا یہ طریقہ ائمہ اطہارؑ کی توجہ اور حوصلہ افزائی کی وجہ سے شروع کی صدیوں میں بہت زیادہ مقبول ہوا۔ شیعہ مقتل نگاروں کا اصل مقصد شہدائے کربلا کی یاد کو زندہ رکھنا اور ان پر ہونے والے مظالم کو سب کے سامنے پیش کرنا تھا۔ مقتل نگاری کی بدولت واقعہ کربلا تحریف سے بھی محفوظ ہو گیا۔ مقتل نگار جو خود بھی شیعہ تھے، مقتل لکھنے کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ ان مقاتل میں مؤلف کے جذبات و احساسات بھی شامل ہوتے تھے جو کہ شیعوں میں بہت زیادہ تاثیر مؤثر تھے۔

عاشورہ کی تاریخ نگاری پہلی صدی ہجری میں اصبغ بن نباتہ (امام علیؑ کے صحابی) سے شروع ہوتی ہے۔ مقتل نگاری کے سلسلہ میں ائمہ اطہار علیہم السلام کی تاکید اور شیعوں میں اس کی مقبولیت کی وجہ سے بعد کی صدیوں میں اس طرح کے آثار منظر عام پر آتے رہے۔ زیادہ تر مقتل نگار ائمہ اطہار علیہم السلام کے صحابیوں میں سے تھے۔ اصبغ بن نباتہ پہلے مقتل نگار ہیں لیکن ابی مخنف سب سے مشہور مقتل نگار ہیں جن کی پیروی میں بعد کے مورخین نے کتابیں تحریر کی ہیں۔ یہاں پر ہم مقتل نگاروں کے اہم مصادر کی طرف اشارہ کریں گے:

پیغمبر اسلامؐ کی احادیث: مقتل نگاروں نے اپنی کتابوں میں پیغمبر اسلامؐ کی احادیث کا سہارا لیا ہے اور یہی احادیث ان کے اصل مصادر ہیں۔ مثال کے طور پر شیعہ منابع بلکہ اہل سنت منابع میں بھی یہ روایت ملتی ہے کہ جبرئیل نے وحی کے ذریعہ پیغمبر اسلامؐ کو امام حسینؑ کی شہادت اور محل شہادت کی خبر دی۔ یعقوبی اور شہرستانی نے اس روایت کو نقل کیا ہے:

> "جبرئیل وحی الٰہی کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں امام حسینؑ وارد ہوئے اور پیغمبر اسلامؐ کی پشت پر بیٹھ کر کھیلنے لگے۔ جبرئیل نے کہا: اے محمد! آپ کے بعد آپ کی امت فتنہ و فساد کرے گی اور تمہارے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ پھر جبرئیل نے ہاتھ بڑھایا اور تھوڑی سی سفید مٹی آپ کو دی اور کہا: آپ کے بیٹے کو سرزمین طف میں شہید کیا جائے گا۔ جبرئیل کے جانے کے بعد پیغمبر اسلامؐ اپنے اصحاب کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ مٹی آپ کے ہاتھ میں تھی اور فرمایا: جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد سرزمین طف میں مارا جائے گا۔"[1]

شیعہ و سنی دونوں فرقوں کی کتابوں میں ایسی روایات بکثرت ملتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے واقعہ عاشورہ کے بارے اپنے اہلبیت اور صحابیوں کو بتایا اور واقعہ کربلا کو یاد کرکے گریہ بھی فرمایا تھا۔ مثال کے طور پر ایک روایت میں ملتا ہے کہ امام حسینؑ کی ولادت کے موقع پیغمبر اسلامؐ نے آپ کو آغوش میں لیا اور گریہ فرمایا۔[2] اس روایت کے مطابق پیغمبر اسلامؐ نے امام حسینؑ کی ولادت کے بعد مختلف مواقع پر آپ کی مظلومانہ شہادت کے بارے اپنے اہل خانہ اور صحابہ کو بتایا لہٰذا ابتدا کی دو صدیوں میں زیادہ تر مقتل نگاروں نے امام حسینؑ کی شہادت کے سلسلہ میں پیغمبر اسلامؐ کی احادیث کو نقل کیا ہے اور یہ حدیثیں آنے والے مورخین کے لئے ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

۱۔ یعقوبی، احمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، ص ۱۸۳؛ شہرستانی، صالح، اشکوارہ کربلا بررسی تاریخ عزاداری. گریہ بر امام حسین از زمان آدم تا زمان ما، ص ۲۹

۲۔ ابن قولویہ، جعفر بن محمد، کامل الزیارات، ص ۲۱۵؛ مجلسی، محمد باقر، تاریخ چہاردہ معصومین، ص ۴۷۸

امام حسینؑ کے خطوط اور خطبے: اموی دور کے معاشرے کے بارے میں جاننے کے لئے امام حسینؑ کے خطوط اور خطبے ایک اہم ماخذ ہیں۔ آپ نے کربلا کے لئے روانگی کے وقت سے ہی مختلف لوگوں کے نام خطوط تحریر فرمائے اور خطبے دئے۔ ان خطوط اور خطبات میں اموی دور کے معاشرے کی عکاسی ملتی ہے اور فلسفہ عاشورہ کو سمجھنے میں ان کا اہم کردار ہے۔ امام حسینؑ نے کربلا کے لئے روانہ ہونے سے قبل کوفیوں کے نام ایک خط تحریر فرمایا جسے بیشتر مورخین نے نقل کیا ہے۔ امامؑ نے کوفیوں کے خطوط کے جواب میں یوں تحریر فرمایا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم: اما بعد فآن هانئاً و سعیداً قد ما علی بکتبکم و انا باعث الیکم اخی و ابن عمی و ثقتی من اهل بیتی مسلم بن عقیل فان کتب الی انه قد اجتمع رای ملاکم و ذوی الحجی و الفضل منکم علی مثل ما قدمت به رسلکم و قرات فی کتبکم فانی اقدم الیکم۔

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ ہانی اور سعید تمہارے خطوط لائے اور میں تمہارے مقصد سے آگاہ ہو گیا۔ میں اپنے چچازاد بھائی اور اپنے مورد اعتماد فرد یعنی مسلم بن عقیل کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں جو میرے اہلبیت میں سے ہیں تا کہ وہ وہاں کے حالات کے بارے میں مجھے آگاہ کریں۔ اگر میرا نمائندہ تمہارے ثابت قدم رہنے کے بارے میں مجھے بتائے گا تو میں تمہاری طرف روانہ ہوں گا۔"[1]

بعض مورخوں نے کوفیوں کے ان خطوط کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے جو انہوں نے امام حسینؑ کے نام تحریر کئے تھے۔ امامؑ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والے کوفیوں کی تعداد مورخین کے لئے بہت اہم رہی ہے۔ ان مقتل نگاروں کے مطابق بیعت کرنے والے کوفیوں کی تعداد بیس سے چالیس ہزار تھی اور خطوط کی تعداد بھی ۱۵۰ تھی۔[2]

۱۔ کوفی، محمد بن علی بن اعثم، الفتوح، ص ۸۳۹

۲۔ رنجبر، محسن، عاشورا در آینہ آمار وارقام، ص ۵۲

ابو مخنف نے مقتل الحسین میں امام حسینؑ کا وہ مشہور خطبہ نقل کیا ہے جو آپ نے عاشورہ سے قبل اپنے اصحاب کے درمیان دیا تھا۔ اس خطبہ کو دوسرے مقتل نگاروں نے بھی نقل کیا ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں:

"آگاہ ہو جاؤ! یہ لوگ شیطان کی پیروی پر آمادہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالی کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے، یہ لوگ کھلے عام فساد کرتے ہیں اور حدود الہی پر عمل نہیں کرتے۔ انہوں نے فیٔ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اور حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام کر دیا ہے۔[۱]"

امام سجادؑ اور جناب زینب(س) کے خطبے: واقعہ کربلا کے بعد اہل بیت عصمت و طہارت کو اسیر کرکے کوفہ اور وہاں سے شام لے جایا گیا۔ جناب زینب(س) اور امام سجادؑ نے سفر کے دوران مختلف شہروں میں خطبے دئے اور لوگوں کو واقعہ عاشورہ کے بارے میں آگاہ کیا۔ یہ خطبے بھی مقتل نگاروں کے لئے اہم ماخذ شمار ہوتے ہیں۔ انہی خطبوں کے ذریعہ اموی حکومت کا ظالم و جابر چہرہ لوگوں کے سامنے آیا اور عوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ سید بن طاؤس نے اپنی کتاب لہوف میں اور دوسرے مقتل نگاروں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں امام سجادؑ کے اس خطبہ کو نقل کیا ہے:

اَیّها الْقَومُ اِنَّ اللّٰہَ وَ لَهُ الْحَمْدُ ابْتَلَانَا بِمَصَایِبَ جَلِیلَةٍ وَ ثُلْمَةٍ فِی الاِسْلَامِ عَظِیمَةٍ قُتِلَ اَبُوعَبْدِاللّٰہِ الحُسَینُ وَ عِتْرَتُهُ وَ سُبِیَ نِسَاؤُهُ وَ صِبْیَتُهُ وَ دَارُوا بِرَاسِهِ فِی الْبُلْدَانِ مِنْ فَوقِ عَامِلِ السِّنَانِ وَ هَذِهِ الرَّزِیةُ الَّتِی لَیسَ مِثْلُهَا رَزِیةً اَیّهَا النَّاسُ فَاَی رِجَالاتٍ مِنْکُمْ یَسرُّونَ بَعْدَ قَتْلِهِ اَمْ اَی فُؤَادٍ لَایَحْزُنُ مِن اَجْلِهِ اَمْ اَیّةُ عَینٍ مِنْکُم تَحْبِسُ دَمْعَهُا وَ تَضَنُّ عَنْ انْهما۔

ترجمہ: اے لوگو! بے شک حمد اللہ تعالی سے مخصوص ہے اور اسی نے ہمیں شدید مصائب میں مبتلا کیا۔ ابو عبداللہ اور آپ کی عترت و اصحاب شہید ہو گئے اور آپ کی عورتیں اور بیٹیاں اسیر کر لی گئیں۔ آپ کے سر مبارک کو نیزے پر بلند کیا گیا اور دیار بہ

۱۔ ابو مخنف کوفی، لوط بن یحییٰ، وقعۃ الطف، ص ۱۰۹

دیار پھرایا گیا اور اس مصیبت کی کوئی مثال نہیں ہے۔ تم میں سے کون ہے جو اس کے بعد خوشی منائے؟ اور کون آنکھ ہے جو اس مصیبت میں اشکبار نہیں ہے۔[۱]

امام سجادؑ کے زمانے میں بہت سے ایسے کاتب و راوی بھی تھے جنہوں نے واقعہ کربلا کی طرف توجہ کی اور اسے اپنی تحریروں میں قلمبند کیا۔ ابو حمزہ ثمالی، سعید بن جبیر، زید بن علی بن الحسین اور داوود بن یحییٰ امام کے ان صحابیوں میں شامل ہیں جنہوں نے کربلا کے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔[۲]

جناب زینب(س) نے بھی کوفہ و شام میں اپنے خطبوں کے ذریعہ اموی حکومت کو بے نقاب کیا اور امام حسینؑ کی مظلومانہ شہادت کو سب کے لئے بیان کیا۔ مقتل نگاروں نے ان خطبوں کو ماخذ کے طور پر اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ ابو مخنف نے کربلا و کوفہ و شام میں جناب زینب(س) کے خطبوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

"جب زینب بنت فاطمہ زہرا(س) اپنے بھائی کے مقتل کی طرف سے گزریں تو فرمایا: یا محمداہ! یا محمداہ! آسمان کے ملائکہ آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ وہی حسینؑ ہے جو آسمان کے نیچے بغیر کسی سائبان کے خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔"[۳]

امام حسینؑ کی رجز: رجز وہ جملات ہیں جو جنگ پر جانے والا میدان جنگ میں اپنے حسب و نسب اور دشمن کی تحقیر میں نظم و یا نثر میں ادا کرتا ہے۔ واقعہ کربلا میں امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے جو رجز پڑھے ہیں وہ بہت مشہور ہیں۔ مثال کے طور زہیر بن قین کی رجز جو روز عاشورہ کی ایک مشہور رجز ہے اور مقتل نگاروں نے اس کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے:

"زہیر قین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور کہا: اے کوفہ والو! میں تمہیں عذاب خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ فاطمہ زہرا کے فرزند، سمیہ کے فرزند سے زیادہ مدد کے مستحق ہیں اور اگر ان کی مدد نہیں کرتے تو کم سے کم ان سے جنگ تو نہ کرو۔ آج روئے

۱۔ ابن طاووس، علی بن موسی، لہوف، ص ۳۶۴
۲۔ لہوف، ص ۳۶۴
۳۔ وقعۃ الطف، ص ۱۹۳

زمین پر امام حسین کے علاوہ کسی بھی پیغمبر کا نواسہ موجود نہیں ہے۔ ان کے قتل میں تعاون نہ کرو اگرچہ ایک لفظ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ایسا کرتے ہو تو اللہ تعالی دنیا کو اس کے لئے تلخ بنادے گا اور آخرت میں اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔"[۱]

روز عاشور حر بن یزید ریاحی کی رجز بھی بہت مشہور ہے جسے ابومخنف نے اپنے مقتل میں نقل کیا ہے۔[۲]

دشمن کی زبانی بیان کردہ حالات: واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کی شہادت اس قدر مظلومانہ اور غم انگیز تھی کہ دشمن افراد بھی اس سے متاثر ہوئے۔ فوج دشمن میں شامل حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی جیسے افراد نے کربلا کے بعض واقعات کو نقل کیا ہے اور مقتل نگاروں نے اسے نقل کیا ہے۔[۳] ابن ابی الحدید نے فوج دشمن کے ایک سپاہی کی زبانی، اصحاب حسینی کے جذبہ شہادت اور ایثار کو اس طرح تحریر کیا ہے:

"ایسے گروہ نے ہمارے خلاف قیام کیا جن کے ہاتھ قبضہ شمشیر پر تھے اور شیروں کی طرح ہمارے بہادروں کو تہ تیغ کر رہے تھے اور خود کو موت کے منہ میں ڈال دیا تھا۔ انہیں نہ امان کی ضرورت تھی اور نہ ہی مال و زر کی۔ اگر ذرا سا موقع ملتا تو وہ پورے لشکر کو تباہ کر دیتے۔"[۴]

قرہ بن قیس تمیمی حنظلی نے بھی کربلا کے بعض واقعات کو نقل کیا ہے اور بعد کے مورخوں نے اس کی روایتوں کو نقل کیا ہے۔[۵]

۱۔ تاریخ یعقوبی (جلد ۲)، ص ۱۸۱

۲۔ وقعۃ الطف، ص ۱۷۱ و ۱۷۲

۳۔ صاحبی، محمد جواد، احیای ارزش ہا در نہضت عاشورا، ص ۱۲۳

۴۔ ابن ابی حدید، عزالدین ابوحامد عبدالحمید، شرح نہج البلاغہ (جلد ۳)، ص ۶۳

۵۔ وقعۃ الطف، ص ۱۹۲

اسیران اہلبیت کی روایتیں: واقعہ کربلا کے بعد اہلبیت عصمت و طہارت کو قیدی بنا کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لے جایا گیا جن میں امام سجادؑ اور جناب زینب (س) بھی شامل تھیں۔ مقتل نگاروں نے امام سجادؑ کے بیانات کو بھی اپنے مقاتل کی زینت بنایا ہے اور اس سے استفادہ کیا ہے۔[۱] عقبہ بن سمعان لشکر امام حسینؑ میں ایک غلام تھا جسے بعد عاشورہ آزاد کر دیا گیا۔ ابی مخنف نے عقبہ بن سمعان کی روایتوں کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ بعد کے مقتل نگاروں نے بھی اس کی روایتوں سے استفادہ کیا ہے۔[۲]

امام حسنؑ کے دو فرزند بھی اسیران کربلا کے قافلہ میں شامل تھے جن میں سے ایک کا نام حسن مثنی ہے۔ انہوں نے عاشورہ کے روز بڑی بہادری سے دشمن سے جنگ کی اور اتنا زخمی ہوئے کہ دشمن نے انہیں مردہ سمجھ لیا لیکن وہ زندہ رہے اور اسیر ہوئے[۳]۔ ضحاک بن عبداللہ بھی لشکر امام حسینؑ میں شامل تھے جنہوں نے آخری لمحے تک جنگ کی لیکن شہید نہیں ہوئے اور دشمن کے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کا شمار واقعہ عاشورہ کے اہم راویوں میں ہوتا ہے اور ابی مخنف نے ان سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں[۴]۔

طبری نے واقعہ کربلا کو ابی مخنف کے حوالے سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔[۵]

مقتل نگاروں نے جناب زینب (س) اور جناب ام کلثوم (س) کے بیانات کو بھی کتابوں میں نقل کیا ہے۔[۶] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسیران کربلا نے مختلف مواقع پر واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کی مظلومیت کو لوگوں کے لئے بیان کیا ہے۔

قرآن کریم نے تاریخ کے مطالعہ اور اس سے عبرت حاصل کرنے پر تاکید کی ہے اور اسی وجہ سے مسلمان مؤلفین نے تاریخی واقعات کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام علیؑ نے نہج البلاغہ کے خط نمبر ۳۱ میں امام

۱۔ وقعۃ الطف، ص ۱۹۲

۲۔ قتال نیشابوری، محمد بن احمد، روضۃ الواعظین، ص ۲۹۷؛ حلی، علی بن داود، کتاب رجال، ص ۳۹

۳۔ احیای ارزش ہا در نہضت عاشورا، ص ۱۲۰

۴۔ ایضاً

۵۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری (جلد ۷)، ص ۳۰۰۸

۶۔ کتاب رجال، ص ۹۹

حسنؑ کو خطاب فرماتے ہوئے علم تاریخ پر توجہ دینے پر تاکید کرتے ہیں۔ عبیداللہ بن ابی رافع حضرت علیؑ کے کاتب تھے اور جنگ جمل، صفین اور نہروان میں پیش آنے والے واقعات کو انہوں نے قلمبند کیا ہے۔[1]

شیعہ مورخوں نے سیرہ نبویؐ اور ائمہ اطہارؑ کے دور کے واقعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے تاریخ نگاری کا آغاز کیا اور واقعہ کربلا اور عاشورہ کو زندہ رکھنے اور اسے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا خاص اہتمام کیا۔ یہاں پر ہم ہجرت کے بعد کی پہلی دو صدیوں کے مشہور مقتل نگاروں کی فہرست پیش کرتے ہیں:

اصبغ بن نباتہ:

اصبغ بن نباتہ المجاشعی التمیمی الحنظلی امام علیؑ کے قریبی صحابیوں میں سے تھے جنہوں امام علیؑ کی روایتوں کو بھی نقل کیا ہے۔ بعض محققین نے آپ کو امام حسنؑ کے صحابہ میں شمار کیا ہے۔[2] آپ واقعہ عاشورہ کے پہلے مورخ ہیں اور آپ کی کتاب اس سلسلہ کی پہلی کتاب شمار کی جاتی ہے۔ نجاشی نے اپنی کتاب رجال میں ان کے بارے تحریر کیا ہے:

"کان من خاصة امیر المؤمنین و عمر بعدہ۔ ترجمہ: وہ امام علیؑ کے خاص اصحاب میں سے تھے اور آپ کے بعد بھی قید حیات میں تھے۔"

شیخ طوسی ان کے بارے اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"روی عهد مالک بن الاشتر (الذی عهده الیه امیرالمؤمنین لما ولاه مصر و روی)وصیة امیر المؤمنین الی ابنه محمد بن الحنفیه۔ ترجمہ: اصبغ بن نباتہ نے عہد نامہ مالک اشتر (جنہیں امام علیؑ نے والی مصر بنایا تھا) اور محمد بن حنفیہؒ کے نام امام علیؑ کی وصیت کی روایت کی ہے۔"

۱۔ زین العابدینی، رمضان، تاریخ نگاران و مکتب ہای تاریخ نگاری در اسلام، ص ۱۲۶

۲۔ خوئی، سید ابوالقاسم، معجم الرجال الحدیث (جلد ۳)، ص ۲۲۳

اصبغ بن نباتہ نے مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ نامی کتاب تحریر کی ہے۔ابوالفرج اصفہانی نے واقعہ کربلا سے متعلق اپنی کتاب مقتل الطالبین میں اصبغ بن نباتہ کے بیٹے قاسم بن اصبغ سے روایت نقل کی ہے۔[۱] آپ کی یوم پیدائش اور وفات کے سلسلہ میں تاریخی کتابیں خاموش ہیں۔

جابر بن یزید ابو عبداللہ الجعفی

جابر بن یزید امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے صحابی اور فقیہ، مفسر و مورخ ہیں اور شیخ طوسی کی رائے کے مطابق آپ کا تعلق قبیلہ ازد سے ہے۔آپ نے امام محمد باقرؑ سے علم تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔[۲] شیعہ بزرگان دین کی آپ کو تائید حاصل رہی ہے۔ نجاشی آپ کے بارے میں اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> "لقی اباجعفر و اباعبداللہ (علیہما السلام) و مات فی ایامہ سنۃ ثمان و عشرین و مئۃ۔ترجمہ: اباجعفر اور اباعبداللہ سے ملاقات ہوئی اور اباعبداللہ کے دور میں سنہ ۱۲۸ ہجری میں انتقال ہوا۔"[۳]

جابر بن جعفی کی صلاحیت اور ائمہ کے نزدیک آپ کی مقبولیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے کئی روایتوں میں آپ پر رحمت بھیجی اور فرمایا: روایات کے نقل کرنے میں جابر صادق اور موثق ہیں[۴]۔

آپ نے الجمل، کتاب صفین، نہروان، مقتل امیر المؤمنین اور مقتل الحسین نامی مقاتل تحریر کیا ہے۔[۵] شعبہ نامی مشہور سنی عالم دین نے ان کو موثق جانا ہے اور ان سے روایتیں نقل کی ہیں[۶]۔ نصر بن مزاحم اور ابن ابی الحدید نے بھی ان کی کتابوں سے کچھ روایتوں کو نقل کیا ہے[۷]۔فؤاد سزگین نے

۱۔ اصفہانی، ابوالفرج، مقتل الطالبین، ص ۱۴۲
۲۔ نجاشی، ابوالعباس، رجال نجاشی، ص ۱۲۹؛ تفرشی، مصطفیٰ، نقد الرجال (جلد ۱)، ص ۳۲۵
۳۔ ایضاً
۴۔ کتاب الرجال، ص ۸۰
۵۔ رجال نجاشی، ص ۱۲۹
۶۔ امین، سید محسن، دایرۃ المعارف شیعہ، ص ۱۳۶
۷۔ ناجی، محمد رضا، تاریخ و تاریخ نگاری، ص ۸۳

اپنی کتاب التراث العربی میں ان کو شیعہ مفسروں اور مورخوں میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات کو ۱۲۸ یا ۱۲۹ ہجری میں بتایا ہے۔[۱]

لوط بن سعید بن مخنف بن سلیم ازدی

ابی مخنف امام علیؑ کے صحابی تھے جنہوں نے پیغمبر اسلامؐ سے بھی کچھ روایتیں نقل کی ہیں[۲]۔آپ کا شمار عصر اموی کے شیعہ مورخوں میں ہوتا ہے اور حضرت علیؑ اور ان کی آل اطہارؑ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ بعض محققین نے آپ کو امام جعفر صادقؑ کے صحابہ میں شمار کیا ہے[۳]۔ شیخ طوسی نے اپنی کتاب الفہرست میں ان کے والد کو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ابی مخنف کی کتابوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو شیعہ بتایا گیا ہے لیکن بعض علمائے رجال نے ان کے شیعہ ہونے کے سلسلہ میں خاموشی اختیار کی ہے۔[۴]

ابومخنف کے دادا مخنف بن سلیم رسول خداؐ کے صحابی اور راوی حدیث تھے۔حضرت علیؑ کے دور خلافت میں ابومخنف آپ کے اصحاب میں شامل ہوئے اور جنگ جمل میں آپ کے ہمرکاب رہے۔ ابومخنف کی وفاداری کو نظر میں رکھتے ہوئے امام علیؑ نے آپ کو ہمدان و اصفہان کا والی منتخب کیا[۵]۔ابومخنف کربلا میں موجود نہیں تھے لیکن واقعہ توابین میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔اہلسنت مورخ ابن عدی نے ابومخنف کو افراطی شیعہ بتایا ہے[۶] لیکن ان کے علاوہ دیگر علمائے اہل سنت نے ان کے بارے اس طرح کا بیان نہیں دیا ہے۔[۷]

۱۔ سزگین، فواد، تاریخ التراث العربی، ص ۱۲۶
۲۔ ابن ندیم، محمد بن اسحاق، الفہرست، ص ۵۷
۳۔ تفضلی، آذر، فضائل جوان، ص ۴۴۱؛ رجال نجاشی، ص ۳۲۰
۴۔ یاوری، جواد، تاریخ نگاری عاشورا شیعیان از آغاز تا پایان قرن پنجم ہجری، ص ۱۵
۵۔ زرگری نژاد، غلامحسین، نہضت امام حسین و قیام کربلا، ص ۸
۶۔ جعفریان، رسول، تاملی در نہضت عاشورا، ص ۱۷
۷۔ یوسفی غروی، ہادی، اولین تاریخ کربلا ترجمہ مقتل الحسین، ص ۳۴

ابی مخنف نے ۲۹ کتابیں تحریر کی ہیں جن میں سے بعض اہم کتابوں کے نام اس طرح ہیں: مقتل محمد بن ابی بکر، مقتل الاشتر، مقتل محمد بن حذیفہ، مقتل حجر بن عدی، مقتل علی و مقتل الحسین[۱]۔ ابی مخنف نے اپنی کتاب مقتل الحسین میں واقعہ کربلا میں موجود افراد نیز خاندان عصمت و طہارت کے افراد سے روایتیں نقل کی ہیں۔ مقتل الحسین کی خاص بات یہ ہے کہ ابو مخنف نے ایک ہی واقعہ کے لئے مختلف روایات کو نقل کیا ہے۔ در حقیقت انہوں نے کسی بھی قومی یا فرقہ وارانہ تعصب کے بغیر واقعہ عاشورہ کو نقل کیا ہے۔[۲]

ابو عبداللہ جعفر بن عفان طائی (۱۰۵۰ ہجری)

ابو عبداللہ طائی امام صادقؑ کے دور کے شیعہ شاعر اور مرثیہ نگار ہیں جو کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے امام صادقؑ کی خدمت میں امام حسینؑ کے سوگ میں ایک مرثیہ پڑھا اور امامؑ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: اے جعفر! اللہ تعالی نے تم پر جنت واجب کردی[۳]۔ آپ دوسری صدی ہجری کے مقتل نگار ہیں جنہوں نے نظم و نثر میں واقعات کربلا کو قلمبند کیا ہے[۴]۔ آپ نے المراثی نامی ایک دوسری کتاب بھی تحریر کی تھی۔[۵]

منابع و مآخذ:

- نہج البلاغہ
- ابن ابی الحدید، عز الدین ابو حامد عبد الحمید، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، ۱۳۷۸ق
- ابن طاووس، علی بن موسی، لہوف، ترجمہ محمد طاہر دزفولی، انتشارات مومنین، قم، ۱۳۸۶ش

۱۔ رجال نجاشی، ص ۳۲۰

۲۔ نہضت امام حسین و قیام کربلا، ص ۱۸

۳۔ تاریخ چہاردہ معصومین، ص ۵۲۳؛ گرمارودی، سید محمد صادق، فرہنگ عاشورا، ص ۷۳

۴۔ کشی، ص ۲۸۹

۵۔ تاریخ نگاری عاشورا شیعیان از آغاز تا پایان قرن پنجم ہجری، ص ۱۴

❖ ابن قولویہ، جعفر بن محمد ، کامل الزیارات، ترجمہ محمد جواد ذہنی تہرانی، انتشارات ابن سینا، تہران ،۱۳۷۷ ش

❖ ابن نما حلی، جعفر بن محمد ،مثیر الاحزان، مدرسہ امام مہدی (عج)، قم،۱۴۰۶ق

❖ ابو مخنف کوفی، لوط بن یحیٰی ، وقعۃ الطف، ترجمہ جواد سلیمانی ، تصحیح محمد ہادی یوسفی غروی، موسسہ آموزشی پژوہشی امام خمینی، قم،۱۳۸۰ش

❖ اخوان رستمی، بتول، تاریخ نگاری عاشورا و گسترۂ آن در تاریخ حدیث شیعہ، محلاتی، تہران: انتشارات جہاد دانشگاہی،۱۳۸۹ش

❖ امین ، سید محسن، دایرۃ المعارف شیعہ (ترجمہ اعیان الشیعہ)، ترجمہ کمال موسوی، اسلامیہ، قم ،۱۳۴۵ ش

❖ موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، مجموعہ مقالات کنگرہ بین المللی امام خمینیؒ و فرہنگ عاشورا، انتشارات موسسۂ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ، تہران، ۱۳۷۵ش

❖ التفرشی، مصطفیٰ، نقد الرجال، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم،۱۴۱۸ق

❖ جعفریان، رسول، تأملی در نہضت عاشورا، چاپخانۂ اعتماد، قم،۱۳۸۶ش

❖ حلی، علی بن داود، کتاب رجال، انتشارات چاپخانہ دانشگاہ تہران، ۱۳۴۲

❖ خویی، سید ابو القاسم، معجم الرجال الحدیث، مرکز نشر آثار شیعہ، قم،۱۴۱۰ق

❖ داداش نژاد، منصور، تاریخ نگاری شیعیان در سدہ ھای نخستین، نامہ تاریخ پژوھان، سال سوم، شمارہ دہم،۱۳۸۶ش

❖ رنجبر، محسن، عاشورا در آینہ آمار و ارقام، فصلنامہ تاریخ در آیینہ پژوہش، شمارہ ۱۰، ۱۳۸۴ش

❖ زرگری نژاد، غلام حسین، نہضت امام حسین و قیام کربلا، انتشارات سمت، تہران، ۱۳۸۳ش

❖ زین العابدین ، رمضان ، تاریخ نگاران و مکتب ھای تاریخ نگاری در اسلام، انتشارات چاپخش، تہران ،۱۳۸۸ش

❖ سزگین فواد، تاریخ التراث العربی، انتشارات مطبعہ بھمن، قم، ۱۴۱۲ق

- شہرستانی، صالح ،اشکوارہ کربلا بررسی تاریخ عزاداری و گریہ بر امام حسینؑ اززمان آدم تا زمان ما، انتشارات قیام، قم، ۱۳۸۲ش
- صاحبی، محمد جواد، احیای ارزش ھادر نہضت عاشورا، انتشارات بوستان کتاب، قم، ۱۳۹۰ش
- ضیایی، سید عبدالحمید، جامعہ شناسی تحریفات عاشورا، انتشارات ہزارہ قفنوس، تہران، ۱۳۸۷ش
- طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری یا تاریخ الرسل والملوک، ترجمہ ابوالقاسم پاینده، انتشارات اساطیر، تہران، ۱۳۶۲ش
- طوسی، محمد بن حسن، رجال، انتشارات الحیدریہ، نجف، ۱۳۸۱ش
- طوسی، محمد بن حسن، الفہرست، انتشارات المکتبۃالمرتضویہ، نجف
- فتال نیشابوری، محمد بن احمد، روضۃالواعظین، ترجمہ مہدوی دامغانی، نشرنی، تہران، ۱۳۶۶
- فردوسی، وحید الویری، محسن، تحلیل کارکرد ارتباطی رجزہای یاران امام حسینؑ در قیام عاشورا، فصلنامہ مطالعات فرہنگ ارتباطات، شمارہ ۶۷، ۱۳۹۵
- کوفی، محمد بن علی بن اعثم، الفتوح، ترجمہ احمد مستوفی ہروی، غلامرضا طباطبایی مجد، انتشارات انقلاب اسلامی، تہران، ۱۳۷۲ش
- گرمارودی، سید محمد صادق ودیگران، فرہنگ عاشورا، انتشارات وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۸۶ش
- مجلسی، محمد باقر، تاریخ چہاردہ معصوم، انتشارات سرود، ۱۳۷۳ش
- محرمی، غلام حسین، تاریخ تشیع از پیدائش تا پایان غیبت صغری، انتشارات مرکز نشر ہاجر، قم، ۱۳۸۶ش
- ناجی، محمد رضا ودیگران، تاریخ وتاریخ نگاری، انتشارات کتاب مرجع، تہران، ۱۳۸۹ش
- نجاشی، ابوالعباس، رجال نجاشی، موسسۃالنشر الاسلامی التابعہ لجاعۃالمدرسین، ۱۴۰۷ق
- یاوری، جواد، تاریخ نگاری عاشورا شیعیان از آغاز تا پایان قرن پنجم ہجری، تاریخ اسلام، سال ہشتم، زمستان ۸۶، شمارہ ۳۲، ۱۳۸۶ش

❖ یعقوبی ، احمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی ، ترجمہ محمد ابراہیم آیتی، انتشارات علمی وفرہنگی، تہران، ۱۳۸۲ش
❖ یوسفی غروی، ہادی، اولین تاریخ کربلاترجمہ مقتل الحسین، ترجمہ علی کرمی، دارالکتاب، قم، ۱۳۷۸ش